حفاظت قرآن اور اختلافِ قرائت

اختر رضا کیکوٹی

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کے من جانب اللہ ہونے کی ایک دلیل یہ بھی دی ہے کہ:

لَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللّٰهِ لَوَجَدُوْا فِيْهِ اخْتِلَافًا كَثِيْرًا

اگر یہ اللہ کے سوا کسی اور کا کلام ہوتا تو اس میں بہت سا اختلاف پایا جاتا۔(۱)

ظاہر ہے اس اختلاف سے مراد صرف مفاہیم و مطالب کا ہی اختلاف نہیں بلکہ الفاظ و قرائت کا اختلاف بھی اس میں شامل ہے۔ اس عظیم دعویٰ کے ہوتے ہوئے ہمارا ایمان ہونا چاہیے کہ قرآن اگر مفاہیم و مطالب کے اختلاف سے مبرا ہے تو الفاظ و قرائت کے اختلافات سے بھی پاک ہے۔ لیکن جب ہم اپنے تاریخی لٹریچر پہ نظر دوڑاتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے علماء و محدثین کی سب سے بڑی کوشش یہی رہی ہے کہ روایات کے بل بوتے پر قرآن میں زیادہ سے زیادہ اختلاف کو ثابت کیا جائے۔ بقول اکبر الہ آبادی:

قرآن کے اثر کو روک دینے کے لئے\
ہم لوگوں پہ راویوں کا لشکر ٹوٹا

تاریخ و حدیث کے ہر مصنف نے زیادہ سے زیادہ وسائل سے اس خیال کی توثیق کی کہ عہد رسولؐ و صحابہؓ میں قرآن مجید کی مختلف قرائتیں رائج تھیں۔ جن میں صرف ادائے حروف کا ہی اختلاف نہ تھا بلکہ ہزاروں الفاظ اور سینکڑوں آیات کا بھی اختلاف تھا۔ بڑے بڑے علماء فقہا محدثین نے اس خیال کی توثیق کے لئے اس موضوع پر الگ کتب تصنیف کیں۔ جن میں ابان بن تغلب (متوفی ۷۸۵ء) ابو عبیدہ قاسم بن سلام (متوفی ۸۳۱ء) سعد بن حسن ابن ابی سارہ عرف ابو جعفر رواسی کوفی (۷۹۶م) حمزہ بن حبیب زیات کوفی اور امام ابن ابی داؤد کی تصانیف خاصے کی چیزیں ہیں'

جن میں ان اختلافات کو بہ دلائل و براہین کے ذریعے ثابت کیا گیا اور قرآن کو محرف ثابت کرنے کے لئے تمام ترصلاحیتوں کو بروئے کار لایا گیا۔ ہمارے ہاں ایک مخصوص (۲) فرقے کو محرفِ قرآن ہونے کا طعنہ دیا جاتا ہے لیکن اگر انصاف کی نظر سے دیکھا جائے تو اس کارِ خیر میں اہل سنت حضرات بھی کسی سے پیچھے نہیں رہے۔ اوپر جن مصنفین کا تعارف کرایا گیا ہے ان میں سے بھی دو کا تعلق اہل سنت والجماعت سے ہے۔ (۳) باقی کتب کو چھوڑیئے۔ صحاحِ ستہ کے ذخیرۂ احادیث پر نظر دواڑیئے' آپ کو قرآن کے نامکمل اور محرف ہونے کے بے شمار دلائل مل جائیں گے۔ اور تو اور بخاری و مسلم جنہیں صحیحین اور جن کے جامعین کو شیخین سے ملقب کیا جاتا ہے اور اہل حدیث کے ایک نامور (۴) عالم نے جن کی ہر روایت کے صحیح ہونے پر اجماع امت نقل کیا ہے۔ (۵) اور کہا ہے کہ جو شخص ان کتب کی کسی ایک حدیث کا بھی منکر ہو۔ وہ کافر ہے۔ (۶) ایسی "معتبر کتب" بھی قرآن کے اس عظیم دعویٰ کی تکذیب کر رہی ہیں۔ طوالت کے خوف سے یہاں صرف دو روایات نقل کرتا ہوں۔

(۱) بخاری کتاب البیوع میں ایک روایت درج ہے جس کا لب لباب یہ ہے کہ قرآن کی آیت "لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَبْتَغُوْا فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكُمْ" (البقرہ ۱۹۸) کے بعد فی مواسم الحج کے الفاظ بھی نازل ہوئے تھے اور حضرت ابن عباس کی قرائت اسی طرح تھی۔ (۷)

(۲) اور صحیح مسلم میں درج ہے کہ "قرآن میں پہلے اترا تھا کہ دس گھونٹ دودھ پینے سے رضاعت کی حرمت ہو جاتی ہے پھر وہ منسوخ ہو گئی اور پانچ گھونٹ کا حکم آیا یعنی خمس رضعات معلومات یحرمن کی آیت اتری جو قرآن میں پڑھی جاتی ہے" (۸)

حالانکہ موجودہ قرآن میں ہمیں یہ دونوں آیات کہیں نظر نہیں آتیں۔ "مشتے از خروار" کے طور پر ہم نے دنیائے حدیث کی دو معتبر ترین کتب سے ایک ایک روایت نقل کر دی ہے' دیگر کتب حدیث کی روایات کو انہی پر قیاس کر لیجئے۔ انصاف آپ کے ہاتھوں میں ہے۔

اس طرح کے اختلافات کو ثابت کرنے کے لئے اور انہیں دین کا درجہ دینے کے لئے ایک روایت بنا کر رسول اکرمؐ کی ذاتِ گرامی کی جانب منسوب کر دی گئی' جس کے مطابق قرآن سات طرح سے نازل ہوا تھا (۹) اور اس کا خوب چرچا کیا گیا اور متاخرین کے لئے تو یہی کافی تھا کہ یہ روایت بخاری میں موجود ہے اور بقول ڈاکٹر اسرار احمد امیر تنظیم اسلامی اس (بخاری) کا رتبہ قریب قریب قرآن کے برابر ہے۔ (۱۰) (نعوذ باللہ)۔ لہٰذا سردست ہم بخاری ہی کی روایات کے متن اور سند پر ہی گفتگو کر لیتے ہیں۔

قارئین باقی روایات کو اسی پر قیاس کر لیں :

قیاس کن زگلستان من بہار مرا

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے باب باندھا ہے "باب ۹۲۶انزل القرآن علی سبعة احرف" جس کا ترجمہ علامہ وحید الزمان نے "قرآن سات طرح سے اترا ہے" کیا ہے(۱۱) جو نیچے درج ہے۔

...قال حدثنی عبید الله بن عبد الله ان ابن عباسؓ حدثه ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال اقرانی جبرئیل علی حرف فراجعته فلم ازل استزیده ویزید فی حتی انتهی الی سبعة احرف۔(۱۲)

(از وحید زمانؒ صاحب) مجھ سے عبید اللہ بن عبد اللہ نے بیان کیا ان سے ابن عباسؓ نے۔ آنخضرتؐ نے فرمایا جبرائیل نے مجھ کو (پہلے) عرب کے ایک ہی محاورے سے قرآن پڑھایا۔ میں نے ان سے کہا (اس میں بہت سختی ہو گی) میں ان سے برابر کہتا رہا اور محاوروں میں بھی پڑھنے کی اجازت دو' یہاں تک کہ سات محاوروں میں پڑھنے کی اجازت ملی۔

ہم نے ہر روایت بمعہ ترجمہ ہو بہو بخاری سے نقل کی ہے اور اس میں کسی ایک لفظ (ترجمہ میں) کا بھی ردوبدل نہیں کیا۔ روایت آپ نے ملاحظہ فرمائی اب اس روایت کو باطل ثابت کرنے کے لئے ہم بخاری ہی کی جانب رجوع کرتے ہیں۔ باب مذکورسے صرف (3) تین ابواب قبل امام بخاری (اللہ ان کی مغفرت کرے) نے باب باندھا ہے۔

باب ۹۲۳نزل القرآن بلسان قریش والعرب قرآناً عربیا بلسان عربی مبین (۱۳)

(از وحید الزمانؒ) قرآن قریش کے محاورے پر عربی زبان میں اترا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: قُرْآنًا عَرَبِيًّا بِلِسَانٍ عَرَبِيٍّ مُّبِينٍ

اب اس کے ذیل کی روایت ملاحظہ ہو:

حدثنا ابوا لیمان حدثنا شعیب عن زہری واخبرنی انس بن مالك قال فامر عثمان زید بن ثابت و سعید بن العاص و عبد الله بن زبیر و عبد الرحمن بن الحارث بن ہشام ان ینسخوها فی المصاحف و قال لهم اذا اختلفتم انتم و زید بن ثابت فی عربیة القرآن فاکتبوها بلسان قریش فان القرآن انزل بلسانهم ففعلوا۔(۱۴)

(از وحید زمانؒ) ہم سے ابو الیمان نے بیان کیا کہا ہم سے شعیب نے انہوں نے زہری سے کہا مجھ کو انس ابن

مالک نے خبر دی کہ حضرت عثمان نے زید بن ثابت اور سعید بن عاصؓ اور عبداللہ بن زبیرؓ اور عبدالرحمٰن بن حارث بن ہشامؓ کو حکم دیا کہ قرآن کی آیتیں صحیفوں میں لکھوائیں اور حضرت عثمانؓ نے یہ بھی کہا کہ اگر کہیں تم میں اور زید بن ثابت میں (جو مدینہ کے رہنے والے تھے) عربی محاورے کا اختلاف ہو تو قریش کا محاورہ لکھو اس لئے کہ قرآن قریش کے محاورے میں اترا ہے۔ انہوں نے ایسا ہی کیا۔

"قرآن سات طرح سے اترا ہے" اور "قرآن قریش کے محاورے میں اترا ہے" دونوں پر غور فرمایئے۔ ہمارے خیال میں یہ تضاد کسی وضاحت کا محتاج نہیں۔ یہاں البتہ قارئین کی اطلاع کے لئے اتنا ضرور کہیں گے کہ دونوں روایتیں ابن شہاب زہری سے مروی ہیں اور ان دونوں کا دارومدار اسی راوی پر ہے۔

دراصل ہمارے علماء محدثین نے جذبہ روایت پرستی کے تحت ایک دوسرے پر سبقت لے جانے کے لئے ہر طرح کی رطب و یابس کو کتابوں میں جگہ دی ہے اور انہیں اتنا سوچنے کی بھی فرصت نہیں ملی کہ ہماری ایک روایت دوسری کے خلاف برہان قاطع ثابت ہو رہی ہے۔

امام بخاری نے "انزل القرآن علی سبعة احرف" والے باب میں ایک طویل حدیث (واقعاتی انداز) میں نقل کی گئی ہے۔ طوالت کے خوف سے صرف مفہوم درج کرنے پر اکتفا کرتا ہوں۔ اصل متن بخاری میں خود ہی دیکھ لیجئے۔ (۱۵)

سور ابن مخرم اور عبدالرحمٰن بن عبد قاری حضرت عمرؓ سے سن کر بیان کرتے ہیں کہ میں نے (یعنی حضرت عمرؓ خلیفہ دوم) ہشام بن حکیم کو رسولؐ کی زندگی میں سورۃ فرقان پڑھتے ہوئے سنا۔ وہ بہت سارے ایسے الفاظ پڑھ رہے تھے جو مجھے نبی اکرمؐ نے نہیں پڑھائے تھے۔ قریب تھا کہ میں ان پر حملہ کر بیٹھوں مگر میں نے بمشکل صبر کیا۔ جیسے ہی انہوں نے سلام پھیرا میں نے انہیں چادر میں کس لیا اور پوچھا: جو سورت تم نے پڑھی تجھے کس نے اس طرح پڑھائی انہوں نے کہا: رسولؐ نے۔ میں نے کہا تو جھوٹ بولتا ہے۔ مجھے حضورؐ نے یہ صورت بہ انداز دیگر (یعنی اس کے خلاف) پڑھائی۔ چنانچہ میں انہیں کھینچتا ہوا حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اور تمام واقعہ حضورؐ کے گوش گذار کیا۔ رسولؐ نے فرمایا: اسے چھوڑ دو۔ میں نے اسے چھوڑ دیا۔ حضورؐ نے ہشام کو حکم دیا کہ پڑھو۔ ہشامؓ نے سورۃ فرقان اسی طرح حضورؐ کو سنائی جس طرح میں نے اس سے سنی تھی۔ جب وہ پڑھ چکے تو حضورؐ نے فرمایا کہ "اسی طرح نازل ہوئی" پھر حضورؐ نے مجھے حکم دیا کہ "عمر اب تم پڑھو" میں نے اسی طرح پڑھی جس طرح میں نے حضورؐ سے سیکھی تھی۔ جب میں پڑھ چکا تو حضورؐ نے فرمایا۔ "اس طرح بھی نازل ہوئی تھی" اس کے بعد آپ نے فرمایا۔ "ان هذا القرآن انزل علی سبعة احرف فاقرء وا ما تیسَّر منه" "یعنی یہ قرآن تو سات حرفوں میں نازل ہوا ہے لہذا جس طرح آسان لگے پڑھ لیا کرو۔"

ہمارے علماء کا کہنا ہے کہ "سبعۃ احرف" سے مراد ادائے حروف کی مختلف صورتیں ہیں جیسے آج کل مصر اور سعودی عرب کی قرائت میں ادائے حروف کا اختلاف ہے جیسے مصر والے "فیاض" کو "فیاد" پڑھتے ہیں۔ لیکن اگر اس روایت کو صحیح مان لیا جائے تو یہ اس نظریئے کی نفی کرتی ہے اور ثابت کرتی ہے کہ عہد رسولؐ صحابہ کرامؓ کے درمیان فقط ادائے حروف کا اختلاف نہیں تھا بلکہ الفاظ و آیات کا بھی اختلاف تھا۔

کچھ تو ہے جس کی پردہ داری ہے

غور کیجئے حضرت عمرؓ بھی قریشی اور مکی ہیں اور حضرت ہشام بھی قریشی و مکی ہیں۔ دونوں کی زبان ایک دونوں کا لہجہ ایک، دونوں کا خاندان ایک دونوں کا مقام ایک لیکن اس کے باوجود ہشام ابن حکیم سورۃ الفرقان اس قدر اختلاف کے ساتھ تلاوت کرتے ہیں کہ حضرت عمرؓ ان کی جان کے درپے ہو جاتے ہیں اور دوران نماز ان پر حملہ آور ہونے کے لئے تیار ہو جاتے ہیں اور بمشکل ضبط کرتے ہیں۔ پھر جیسے ہشام سلام پھیرتے ہیں حضرت عمرؓ انہیں چادر سے کس کر اور گھسیٹ کر حضورؐ کے پاس لے جاتے ہیں اور حضورؐ تمام معاملہ سن کر دونوں کو باری باری پڑھنے کا حکم صادر فرماتے ہیں دونوں مختلف انداز میں تلاوت کرتے ہیں اور رسولؐ دونوں کی تلاوت کو درست قرار دیتے ہیں اور مزید فرماتے ہیں کہ "یہ قرآن سات حرفوں میں نازل ہوا ہے جس طرح آسان لگے پڑھ لیا کرو۔" (ان هذا بهتان عظيم)

اگرچہ متن حدیث کی تنقید کے بعد اس بات کی ضرورت تو نہیں رہتی کہ سند پر بحث کی جائے لیکن علماء کی تسلی کے لئے ہم سند کا بھی مختصر جائزہ لیتے ہیں۔ یہ تمام روایات امام زہری سے مروی ہیں لہذا تمام روایات کا دارومدار انہی پر ہے۔ ان کا پورا نام محمد بن مسلم الشہاب الزہری ہے۔ عجیب اضداد کا مجموعہ تھے۔ سنیوں میں سنی تھے اور شیعوں میں شیعہ۔ آج تک صحیح طور پر معلوم نہیں ہو سکا کہ کس مکتب فکر سے تعلق رکھتے تھے۔ بعض انہیں اہلسنت کا امام لکھتے ہیں اور بعض اہل تشیع میں سے تصور کرتے ہیں۔ بہر حال ہر لحاظ سے ان کی شخصیت متنازع ہے۔ روایت پرستی کے انتہائی خوگر تھے۔ متضاد اور رطب ویابس روایت کرنے میں ثانی نہیں رکھتے ہیں۔ حکیم نیاز احمد صاحب فاضل دیوبند نے اپنی کتاب روایت افک میں ابن شہاب زہری سے اختلاف کی تیس وجوہات لکھی ہیں جن میں سے چند ایک ملاحظہ فرمایئے۔ (۱۶)

۱) مختصر روایات کو پھیلا کر بیان کرتے ہیں۔

۲) روایات کا سیاق و سباق اپنے ذہن سے تیار کر کے روایت کا جز بنا دیتے ہیں۔

۳) روایات میں خوبصورتی اور زور پیدا کرنے کے لئے ایک روایت کے پسندیدہ جملے اٹھا کر دوسری روایت میں جڑ دیتے ہیں۔

۴) توجیہہ واقعات اپنی طرف سے کرتے ہیں اور یہ ظاہر نہیں کرتے کہ یہ میرا کلام ہے۔

۵) مشکل الفاظ کی تشریح درمیان میں اس طرح کرتے میں جیسے وہ بھی روایت کا جزو ہوں۔

۶) مجمل واقعات کو اس طرح مفصل بیان کرتے ہیں کہ داستان کی کیفیت پیدا ہو جائے۔

۷) واقعات کے خلا کو اپنے ذہن سے پر کرتے ہیں۔

۸) تاریخی واقعات کا بیان اپنے مخصوص معتقدات کی رنگ آمیزی کے ساتھ کرتے ہیں۔

۹) سخت مدلس ہیں سنتے کسی سے ہیں اور منسوب کسی کی طرف کر دیتے ہیں۔

۱۰) ضعفاء سے روایت لیتے ہیں اور پھر انہیں درمیان سے نکال کر اوپر کے قابلِ قبول راویوں کی طرف منسوب کر کے بیان کرتے ہیں۔

۱۱) زہری کی غیر محتاط روایات نے شیعہ سنی اختلافات کو وسیع کیا ہے۔

۱۲) درباری ذہنیت کے خوشامدی سرکاری ملازم ہیں۔

۱۳) دو عملی کا شکار تھے۔ معاش بنو مروان سے حاصل کرتے تھے اور عقیدت علی بن حسین سے رکھتے تھے۔

۱۴) کلمہ حق کہنے کی جرات سے محروم تھے اس لئے ساری عمر سلاطین جابرہ کی خدمت میں گذاری۔

۱۵) رائی کا پربت بنانا ان کا فن تھا جو درحقیقت کذب ہی کی ایک قسم خفی ہے دیگر باتوں میں بعض لوگوں کو اختلاف ہو سکتا ہے مگر زہری کے ادراج اور تدلیس سے کسی کو بھی انکار نہیں۔ چنانچہ بڑے بڑے محدثین نے اس بات کا اعتراف کیا ہے کہ زہری مدرج اور مدلس تھے۔ (۱۷) ادراج کا مطلب یہ ہے کہ راوی رسولؐ کے الفاظ ساتھ اپنی طرف سے الفاظ ملا دے اور پڑھنے والا یہ سمجھے کہ یہ رسولؐ کے الفاظ ہیں جبکہ تدلیس سے مراد یہ ہے کہ راوی اپنے شیخ یا سلسلۂ روایت کے کسی نام میں ایسی کوئی صورت قصداً اختیار کرے جس سے اس کی اصلی و صحیح شخصیت جو متعارف تھی اس پر پردہ پڑ جائے اور سننے والے کا گمان کسی اور طرف چلا جائے۔ یہ تدلیس تو اسناد میں ہے۔ اور متن حدیث میں تدلیس یہ ہے کہ مفہوم ایسے دو پہلو طرز بیان یا ذو معنی الفاظ میں ادا کئے جائیں جن سے حدیث کے صحیح مفہوم کے عوض کسی غیر مقصود معنی کی طرف سامع کا ذہن چلا جائے یا صحیح مفہوم کے ساتھ کوئی غلط پہلو بھی پیدا ہو جائے۔ اسناد کی تدلیس سے متن حدیث کی تدلیس زیادہ بری ہے جس کو ہر شخص سمجھ سکتا ہے۔

تدلیس ایک طرح کا کذب ہے اور محدثین نے اسے کذب میں ہی شمار کیا ہے چنانچہ مشہور محدث عبداللہ بن مبارک استاد حافظ بن یزید بن زویع سے جو بہت بڑے محدث تھے تدلیس کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا:

"التدلیس الکذب" یعنی تدلیس کذب ہے۔ (۱۸)

زہری جن کے بارے میں محدثین کو اعتراف ہے کہ وہ تدلیس کے خوگر تھے ان سے دھڑا دھڑ روائتیں لینا کم از

کم میری سمجھ سے بالاتر ہے۔ اللہ بُرا کرے اس جذبہ روایت پرستی کا۔

اختلاف قرائت کی اکثر روایات ابن شہاب زہری سے مروی ہیں۔ بلکہ ہمارے خیال میں اگر ان روایات میں سے زہری کی روایات نکال دی جائیں تو اختلاف قرائت کی عمارت زمین بوس ہو جاتی ہے لیکن ہمارے محدثین کو ایسا منظور کہاں تھا؟ وہ تو الٹا اختلاف قرائت کی عمارت کو مزید سہارا دینے کے در پے رہے اور باہم متضاد روایات کی خلافِ قیاس ایسی ایسی تاویلیں کرتے رہے کہ عقل حیران رہ جاتی ہے۔ اس سے بھی حیرت انگیز بات محدثین کا یہ کہنا ہے کہ قرآن اگرچہ سات طرح سے نازل ہوا تھا لیکن حضرت عثمانؓ نے اپنے دور خلافت میں امت کو صرف ایک طریقے سے قرائت کرنے پر مجبور کیا اور یوں امت کو حرفِ واحدہ پر مجتمع کر دیا۔ (۱۹)

کس قدر خلاف عقل بات ہے کہ حضور کے عہد مبارک سے لیکر خلیفہ دوم حضرت عمرؓ کے دور تک تمام مسلمانوں کو اپنے اپنے "لب و لہجہ" اور "محاورۂ لغت" میں پڑھنے کی کھلی چھٹی رہی۔ جب امتِ مسلمہ کے تمام قبائل کے افراد اپنے اپنے لب و لہجہ اور محاورۂ لغت میں پڑھنے کے عادی ہو گئے تو یک دم حضرت عثمانؓ نے فرمان جاری کر دیا خبر دار! قرآن قریش کی زبان میں اترا ہے۔ آئندہ کوئی شخص قریش کے لب و لہجہ اور محاورۂ لغت کے سوا کسی دوسری قرائت کو نہ اپنائے۔

ناطقہ سر بہ گریباں ہے اسے کیا کہیے

اگر شروع میں ہی تمام قبائل کو ایک طریقے سے پڑھنے کو کہا جاتا اور ہر شخص تھوڑا تھوڑا خیال رکھ کر یاد کرتا تو ہر شخص کی زبان محاورۂ قریش ہی میں پڑھنے کی عادی ہو جاتی اور مشق ہو جانے کے بعد کسی بھی قبیلے کے افراد کو دشواری محسوس نہ ہوتی۔ مگر جب تمام قبائل کے مسلمان اپنے اپنے محاورۂ لغت اور اپنے اپنے لب و لہجہ میں قرآن کو زبانی یاد کر چکے اور ناظرہ کی مشق بھی ان کو اپنی لغت کے مطابق ہو چکی اور دنیا میں سات قرائتیں رائج ہو چکیں تو اس وقت یہ حکم صادر کرنا کہ تمام قبائل کے مسلمان چھ قرائتوں کو بالکل ترک کر دیں اور صرف ایک قرأت پر متحد ہو جائیں۔ تعجب ہی تعجب ہے۔

یاد رہے کہ حضرت عثمانؓ کے دور خلافت میں اسلام عرب تک ہی محدود نہیں تھا بلکہ ایران فتح ہو چکا تھا اور دیگر علاقے مسلمانوں کے زیر نگیں ہو چکے تھے۔ ان علاقوں کی آبادی کی غالب اکثریت اسلام قبول کر چکی تھی' تو ظاہر ہے ان علاقوں کے مسلمان بھی مختلف قرائت کے خوگر ہو چکے ہونگے۔ لہذا یہ بات عقلاً محال ہے کہ سارے عالم اسلام کے مسلمان جو مختلف قرائتوں میں قرآن پڑھنے کے عادی ہو چکے تھے۔ حضرت عثمانؓ کے کہنے پر ایک ہی قرائت کرنے لگ جائیں اور مشق شدہ قرائت چھوڑ دیں۔ یہ جانتے ہوئے بھی کہ (بقول راویان) یہ سب قرائتیں صحیح ہیں اور رسول اکرمؐ

نے حضرت جبرائیل کی منتیں کر کر کے امت کی سہولت لئے انہیں بارگاہ خداوندی سے حاصل کیا۔(۲۰)

پھر یہاں یہ سوال بھی پیدا ہوتا ہے کہ جو کتاب رسولؐ کی التجاؤں اور اصرار پر سات قرائتوں پر اللہ تعالیٰ نے نازل کی، جیسا کہ بخاری مسلم و دیگر کتب احادیث میں مذکورہ ہے۔ اس کی چھ قرائتوں کی منسوخ کرنے کا اختیار حضرت عثمانؓ کو کہاں سے حاصل ہو گیا تھا؟ نیز صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین کی اتنی بڑی جماعت میں سے کسی نے حضرت عثمان سے یہ پوچھنے کی جرات نہیں کی کہ حضرت آپ کو باقی قرائتیں منسوخ کرنے کا حق کس نے دیا؟ جبکہ حضورؐ نے ہماری سہولت کے لئے بارہا جبرائیل کی منت کی۔

"قرآن سات طرح سے نازل ہوا تھا" کی ایک عقلی دلیل یہ بھی دی جاتی ہے کہ چونکہ عرب میں مختلف قبائل آباد تھے جن کا لب و لہجہ اور محاورۂ لغت ایک دوسرے سے مختلف تھا۔ لہذا کسی مخصوص قرائت میں انہیں دشواری محسوس ہوتی تھی اس لئے امت کی سہولت کی خاطر "سات حرفوں" (۲۱) میں پڑھنے کی اجازت عطا ہوئی۔ لیکن یہ استدلال انتہائی بھونڈا ہے۔ عرب میں صرف سات قبائل آباد نہیں تھے بلکہ سینکڑوں قبائل تھے اور تقریباً ہر قبیلے کا لب و لہجہ اور محاورۂ لغت مختلف ہوتا ہوگا۔ جیسے ہمارے ہاں پنجابی زبان ہے، جس کا لہجہ ہر بیس کلو میٹر بعد تبدیل ہو جاتا ہے۔ (پنجاب کے رہنے والے اس سے بخوبی واقف ہیں) لہذا اگر ایسی بات تھی تو سات حرفوں یا لہجوں کی قید کیوں؟ ہر قبیلے کو اپنے اپنے لب و لہجہ اور محاورۂ لغت کے پڑھنے کی اجازت ہونی چاہیے تھی اور پھر اللہ تعالیٰ جبرائیل اور حضورؐ نے دوسرے خطوں (غیر عرب) کے مسلمانوں کو اس سہولت سے کیوں محروم رکھا؟ اور انہیں اپنی اپنی زبانوں اور بولیوں میں پڑھنے کی اجازت کیوں نہیں دی؟ الغرض اختلافِ قرائت کی حقیقت افسانے سے زیادہ نہیں۔ اگر قرآن واقعی سات طرح سے نازل ہوا۔ تو ضروری تھا کہ آج تک کے مسلمان مختلف قرائتوں کے مطابق قرآن پڑھ رہے ہوتے۔ آج بھی مختلف علاقوں اور قبیلوں میں مختلف قرائتیں رائج ہوتیں اور آج دنیا میں قرآن مجید کے مختلف نسخے پائے جاتے جن میں الفاظ و آیات کا اختلاف پایا جاتا جیسا کہ ہم نے روایات کی زبانی سنا کہ فلاں صحابیؓ کے نسخۂ قرآن میں فلاں آیت اس طرح درج تھی۔ یا فلاں صحابیؓ فلاں آیت اس طرح پڑھتے تھے یا فلاں صحابی کی قرائت میں یوں آیا ہے اور فلاں آیت کی دوسری قرائت یوں ہے، وغیرہ وغیرہ یا پھر فلاں صحابیؓ فلاں آیت کے فلاں لفظ کو اس طرح پڑھتے تھے۔ اس کے برعکس آج دنیا میں موجود قرآن مجید کے تمام نسخے اکٹھے کیجئے آپ کو الفاظ و آیات کا اختلاف تو کیا ایک نقطے بلکہ اعراب تک کا اختلاف نظر نہیں آئے گا۔ ادھر موجودہ دور میں صدیوں پرانے قرآن مجید کے کئی نسخے دریافت ہو چکے ہیں انہیں جب قرآن کے موجودہ نسخوں سے ملا کر دیکھا گیا تو ایک نقطے تک کا اختلاف سامنے نہیں آیا۔ اور تو اور حضرت عثمانؓ کی شہادت کے وقت جو نسخہ ان کی زیر تلاوت تھا وہ بھی دریافت ہو چکا ہے جو آج کل ماسکو کی لائبریری میں موجود ہے (۲۲) جس کی عکسی نقل سابقہ صدر پاکستان فیلڈ مارشل محمد ایوب خان کو دورۂ روس کے موقع پر تحفہ کے طور پر پیش کی گئی

تھی۔ جو آج کل نیشنل لائبریری کی وجہ زینت وافتخار ہے (۲۳) اگرچہ راقم یہ نسخہ اپنی آنکھوں سے دیکھنے کی سعادت سے محروم ہے لیکن یہ بات پورے وثوق کے ساتھ کہی جاسکتی ہے کہ مذکورہ نسخہ بالکل قرآن مجید کے موجودہ نسخوں جیسا ہی ہوگا ورنہ مستشرقین جو مسلمانوں کے خلاف زہر اگلنے کے بہانے تلاش کرتے پھرتے ہیں اور ذرا سی بات کو افسانہ بنانے میں ید طولیٰ رکھتے ہیں' ضرور اعتراض اٹھاتے اور قرآن مجید کے متعلق شکوک و شبہات پیدا کرنے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کرتے۔ اس کے برعکس مستشرقین کی اکثریت اس بات کی معترف ہے کہ موجودہ قرآن ہو بہو وہی ہے جو آج سے چودہ سال قبل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی امت کو دیا تھا۔ چنانچہ یورپ کی مشہور مستشرق **Baroness Margrate von stein** قرآن مجید کے متعلق رقم طراز ہے:

"اگرچہ تمام مذہبی صحائف اللہ کی طرف سے نازل ہوئے تاہم صرف قرآن ہی ایک ایسا آسمانی صحیفہ ہے جس میں ذرا بھی رد وبدل نہیں ہوا اور وہ اپنی اصل شکل میں موجود ہے۔" (۲۴)

انسائیکلو پیڈیا برٹینکا کا مصنف "قرآن" کے زیر عنوان اس حقیقت کا اعتراف کرتا ہے کہ:

"یورپ کے محققین کی وہ تمام کوششیں جو قرآن کے اندر بعد میں اضافات وغیرہ ثابت کرنے کے لئے کی گئی تھیں قطعاً ناکام رہی ہیں۔" (۲۵)

سر جان ہمرٹن کے زیر اہتمام شائع ہونے والے یونیورسل انسائیکلوپیڈیا میں "قرآن" کے زیر عنوان درج ہے۔" "اس "قرآن" کی عبارت کا غیر محرف ہونا مسلم ہے" (۲۶) یہاں تک کہ سر ولیم میور جیسا متعصب مستشرق اپنی کتاب **Life of Muhammad** میں اعتراف کرتا ہے۔

"یہ بات یقینی ہے کہ قرآن جس شکل میں ہمارے پاس اس وقت موجود ہے بعینہ اس شکل میں حضرت محمدؐ کی زندگی میں جمع و مرتب ہو چکا تھا۔" (۲۷) وہ ایک دوسرے مقام پر لکھتا ہے۔

"ورنہ اس کے لئے داخلی وخارجی ہر قسم کی ضمانت موجود ہے کہ ہمارے پاس قرآن کا بعینہ وہی متن موجود ہے جو خود محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امت کو دیا تھا اور خود استعمال کیا تھا۔"

ان تصریحات کے بعد آپ ہم سے نہیں اپنے دل سے پوچھیئے کہ کیا قرآن مجید میں کسی قسم کا اختلاف ممکن تھا یا ہے؟

اے مسلمان پوچھ اپنے دل سے ملا سے نہ پوچھ

اللہ تعالیٰ نے "اِنَّا نَحۡنُ نَزَّلۡنَا الذِّکۡرَ وَ اِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوۡنَ (۲۹)" کہہ کر قرآن کی حفاظت کا ذمہ خود لیا ہے۔ اگر اس عظیم دعویٰ کے ہوتے ہوئے بھی قرآن میں قرائتوں کے اختلاف کو تسلیم کر لیا جاتا ہے تو پھر بتایئے آخر قرآن کی صداقت اور "لاریب" (۳۰) ہونے کا معیار کیا رہ جاتا ہے؟

حواشی و مصادر

۱)۔ القرآن الحکیم ۴ : ۸۲
۲)۔ اہل تشیع کو
۳)۔ ابو عبیدہ قاسم بن سلام اور امام ابو داؤد
۴)۔ مولانا محمد اسماعیل سلفی مرحوم سابق صدر جمعیت اہل حدیث
۵)۔ جماعت اسلامی کا نظریہ حدیث صفحہ ۵۵
۶)۔ جماعت اسلامی کا نظریہ حدیث صفحہ ۴۸
۷)۔ بخاری شریف مترجم صفحہ ۸۲۱ جلد اول
۸)۔ صحیح مسلم صفحہ ۴۶۹ جلد اول
۹)۔ صحیح بخاری مترجم صفحہ ۱۰۹۵ جلد دوم
۱۰)۔ روزنامہ "جنگ" مورخہ ۱۱ اپریل ۱۹۸۶ء
۱۱)۔ صحیح بخاری ترجم صفحہ ۱۰۹۵ جلد دوم
۱۲)۔ صحیح بخاری مترجم صفحہ ۱۰۹۵ جلد دوم
۱۳)۔ صحیح بخاری مترجم صفحہ ۱۰۹۰ جلد دوم
۱۴)۔ ایضاً
۱۵)۔ ایضاً صفحہ ۹۶۔۱۰۹۵
۱۶)۔ روایت افک صفحہ ۴۰۔۳۵
۱۷)۔ چنانچہ المعتصر من المختصر میں زہری کے متعلق لکھا ہے :

كان يخلط كلامه بالحديث و قال موسىٰ بن عقبة فصل كلام رسول الله من كلامك

"یعنی زہری حدیث میں اپنی بات ملا دیا کرتے تھے اس لئے موسیٰ بن عقبہ نے زہری کو ڈانٹا تھا کہ تم رسولؐ کے کلام کو اپنے کلام سے الگ رکھا کرو۔"

اور حافظ ابن حجر عسقلانی اپنی کتاب طبقات المدلسین میں زہری کے متعلق لکھتے ہیں۔" وصفه الشافعي والدار قطني وغير واحد بالتدليس" یعنی امام شافعی دار قطنی اور بعض دوسرے اصحاب نے زہری کو تدلیس کی صفت سے متصف کیا۔ (ملاحظہ ہو تصویر کا دوسرا رخ از تمنا عمادیؒ صفحہ ۱۳۷)

۱۸)۔ تہذیب التہذیب حوالہ تصویر کا دوسرا رخ صفحہ ۱۳۸
۱۹)۔ اتقان جلد اول صفحہ ۸۵
۲۰)۔ جیسا کہ بخاری کی روایت میں مذکورہ ہے جو اوپر آچکی ہے۔
۲۱)۔ "سبعۃ احرف" سے کیا مراد ہے آج تک ہمارے علماء و محدثین نہیں بتا سکے۔
۲۲)۔ ماہنامہ "طلوع" کراچی جنوری ۱۹۷۴ء
۲۳)۔ مذاہب عالم کی آسمانی کتابیں۔
۲۴)۔ حوالہ جمع القران تمنا عمادی صفحہ ۳۹۵
۲۵)۔ ایضاً صفحہ ۳۹۶
۲۶)۔ حوالہ مذاہب عالم کی آسمانی کتابیں۔ صفحہ ۱۴۴
۲۷)۔ ایضاً صفحہ ۱۴۳
۲۸)۔ جمع القرآن از علامہ تمنا عمادی صفحہ ۳۹۶
۲۹)۔ القرآن الحکیم : ۱۵ : ۹ ترجمہ بے شک ہم نے یہ ذکر نازل کیا اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔
۳۰)۔ القرآن ۲ : ۲ ذالك الكتاب لاريب فيه (یہ ہے وہ کتاب جس میں کسی شک و شبہ کی گنجائش نہیں)۔